OPEN ACCESS
Al-Azvā الاضواء
ISSN 1995-7904 ;E 2415-0444
Volume 38, Issue, 60, 2023
www.aladwajournal.com

تطہیرِ نجاست کے شرعی طریقے اور حلال انڈسٹری میں اس کی عملی تطبیق

Sharī'ah Methods of Purification of Filthiness and Its Practical Application in the Ḥalāl Industry

Nabeel Ahmed Khan
Religious Adviser, RA Branch, DHA, Lhr.

KEYWORDS

Filthiness; Ḥalāl Industry; Nijāsat; Purification; Sharī'ah Methods

Date of Publication: 29-12-2023

Abstract

Within the framework of Shaī'iah, substances considered disgusting or unclean, such as wine, are classified as impure. In navigating these impurities, jurists have delineated a spectrum of purification methods. These methods include Ghusl (ritual bathing), Masaḥ (wiping), Hatt (striking with a wet hand), Dalk (rubbing), Salk (scraping), Fark (scraping), Jafāf (dryness), Iḥrāq (burning), Ghalyān (boiling), Istiḥālah (transformation), Dabāghat (tanning), Tazkiyah (slaughtering), Taksīr (increasing), Nazah (draining), Ḥafar (digging), Dukhūl (pouring), Taghawwur (dryness), Taṣarruf (dissemination), and Taqwīr (digging). The author asserts that these diverse purification methods hold relevance in the context of the ḥalāl industry. They underscore the importance of aligning with Sharī'ah principles, ensuring practicality, avoiding embarrassment, and minimizing discomfort when choosing the appropriate method. The emphasis lies not only on the efficacy of purification but also on the application of these methods in a manner that respects the ethos of Shariah, facilitates ease, and upholds ethical considerations within the ḥalāl framework

تمہید:

شریعت کی نظر میں ہر قابلِ نفرت اور گندی چیز نجاست ہے، جیسا کہ خمر۔ جبکہ ہر وہ چیز کہ جس پر نجاست لگ جائے وہ متنجس ہے۔ فقہاء کے کلام کی روشنی میں نجاست کی تطہیر کے مختلف طریقے ہیں: غسل، مسح، حت، دلک، سلک وفرک، جفاف، احراق و غلیان، استحالہ، دباغت، تذکیہ، تکثیر و نزح، حفر، دخول، تغور، تصرف اور تقویر۔ مقالہ نگاران کے نزدیک شریعت کے مزاجِ یسر، عدمِ حرج و قلتِ تکلیف کی بنیاد پر مختلف نجاستوں کے اعتبار سے حلال انڈسٹری میں تطہیر کے ان تمام طریقوں کو بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔

"نِجَاسَةٌ"، "طَهَارَةٌ" کی ضد ہے، جس کا مطلب ہے" اَلقَذِرُ مِنَ النَّاسِ "۔انسانوں سے نکلنے والی گندگی۔ جبکہ باقی اشیاء میں سے ایسی گندگی جس سے لوگ گھن کھائیں اور نفرت کریں۔ بعض اوقات معنوی گندگی کو بھی نجاست کہہ دیتے ہیں۔[1] چنانچہ قرآن حکیم میں مشرکین کو بھی شرک کی گندگی کی وجہ سے "نَجَسٌ" کہا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ"[2] "مشرک لوگ تو سراپا ناپاکی ہیں۔"

فقہاء اربعہ کے ہاں نجاست کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں۔ ان تمام تعریفات میں یکسانیت یہ ہے کہ ہر وہ چیز کہ جس کا گندہ اور قابلِ نفرت ہونا شریعت سے ثابت ہو وہ نجس ہے۔[3] اسی کو حنفی فقہاء "عين مستقذرة شرعا"[4] سے تعبیر کرتے ہیں۔ مثلاً خنزیر، شراب، بہنے والا خون، مردار، بول و براز، انسانی جسم سے نکلی ہوئی ہر وہ چیز جس کے نکلنے سے وضو یا غسل کرنا پڑے۔ حرام جانور کا پیشاب، لید اور لعاب، بطخ اور مرغی کی بیٹ، حلال جانور کی لید اور مینگنیاں وغیرہ سب نجاسات میں شامل ہیں۔

مُتَنَجِّس ایسی چیز ہے کہ جس کو نجاست لگ جائے یا نجاست اس میں مل جائے، جیسا کہ نجس ملبوسات اور ماء قلیل کہ جس میں خون مل جائے۔[5]

فقہاء کے کلام کی روشنی میں ناپاک اشیاء سے نجاست دور کرنے کے درج ذیل طریقے ملتے ہیں:

1) غسل یعنی دھونا:

فقہاء اربعہ کے نزدیک پانی نجاست، کو دور کرنے والا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ"[6]

"اور تم پر آسمان سے پانی اُتارا تاکہ اس پانی سے تم کو پاکیزہ کردے"

نیز حدیث مبارکہ ہے:

"عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِحْدَانَا يُصِيبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ، كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ، قَالَ: «تَحُتُّهُ، ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ، ثُمَّ تَنْضَحُهُ، ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ»."[7]

"حضرت اسماء (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمتِ اقدس میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کی کہ ہم میں سے کسی عورت کے کپڑے حیض کے خون سے ناپاک ہو جائیں تو اس کو کس طرح پاک کیا کریں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ سب سے پہلے اس کو کھرچ دو پھر پانی سے ملو پھر اس کے بعد دھولو پھر اس میں نماز ادا کر لیا کرو۔"

امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک پانی پر قیاس کرتے ہوئے پاک پانی کے علاوہ بہنے والے پاک مائعات مثلاً پٹرول اور مٹی کے تیل وغیرہ سے بھی نجاست زائل ہو جاتی ہے، نیز احادیث کی روشنی میں پاک پتھر، پاک مٹی اور پاک زمین بھی نجاست کی تطہیر کا ذریعہ ہیں۔ لہذا جب ان اشیاء سے نجاسات کی تطہیر جائز ہے تو پاک مائعات سے تو بطریقِ اولی نجاستوں کی تطہیر جائز ہونی چاہیے۔ احناف کا مذہبِ مختار اور مقالہ نگاران کے ہاں قابلِ ترجیح یہی ہے۔ ائمہ ثلثہ کے نزدیک نجاست کی تطہیر صرف پانی سے ممکن ہے، دیگر مائعات سے نجاست کی تطہیر جائز نہیں۔ امام محمد و امام زفر رحمہا اللہ کا موقف بھی یہی ہے۔

اگر نجس گھی یا تیل جما ہوا نہ ہو تو اس کو بھی غسل کے ذریعے دھویا جا سکتا ہے۔ ایک برتن میں گھی یا تیل لے کر اس میں اسی کے برابر پانی ڈالا جائے اور اس گھی یا تیل کو اوپر سے اتار لیا جائے، تین مرتبہ اس طرح سے دھونے سے تیل اور گھی پاک ہو جاتے ہیں۔[8]

2) مسح یعنی کپڑا اور پتھر وغیرہ پھیر لینا:

مسح کا طریقہ شفاف چیزوں کے لیے خاص ہے، جیسا کہ شیشہ اور چھری، یا پتھروں سے استنجا یعنی پیشاب پاخانہ صاف کرنے کے لیے مخصوص ہے۔ ان پر نجاست لگ جانے کی صورت میں کیا کپڑے وغیرہ سے پونچھ کر صاف کر دینے سے پاک ہو جائے گی یا نہیں؟

احناف کے نزدیک شفاف اشیاء مسح سے مطلقاً پاک ہو جائیں گی۔ دلیل یہ ہے کہ اصحابِ رسول ﷺ کافروں کو اپنی تلواروں سے مار ڈالتے، اور ان تلواروں کو خون لگ جاتا تو اس خون کو پونچھ کر ان تلواروں کے ساتھ نماز پڑھ لیتے، اور نبی کریم ﷺ ان کو تلواریں دھونے کا حکم نہ دیتے۔ اگر ان کو دھونا واجب ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کا حکم ضرور دیتے۔[9]

مالکیہ کے نزدیک اگر نجاست ایسی شے پر لگ جائے کہ اس کو دھونا اس کے لیے نقصان دہ ہو تو اس کو دھونے کا حکم شرعاً معاف ہو گا۔ پھر بعض مالکیہ کے نزدیک اسکے مسح کی بھی ضرورت نہیں، جبکہ بعض مالکیہ کے نزدیک اس کا مسح ضروری ہے۔ اور مسح ضروری نہ ہونے کا موقف مالکیہ کے ہاں راجح ہے۔[10]

شافعیہ و حنابلہ کے نزدیک مسح سے ایسی اشیاء مطلقاً پاک نہیں ہوں گی۔ کیونکہ نجاست کا ازالہ ان حضرات کے نزدیک صرف پانی سے متعین ہے۔ انھوں نے ان تمام دلائل سے استدلال کیا ہے جو ما قبل پانی سے نجاست کی تطہیر کے ذیل میں گزرے۔[11]

رہی بات مٹی کے ڈھیلے اور پتھر سے مسح کر کے پیشاب پاخانہ صاف کرنے کی تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ ائمہ اربعہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے، اگرچہ پانی کے استعمال پر قادر بھی ہو۔ باوجود اس کے کہ استنجاء بالاحجار سے محل سے نجاست کا اثر مکمل زائل نہیں ہوتا، اور پانی سے مکمل زائل ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ شریعت کی جانب سے ہمارے لیے آسانی ہے، خاص طور ان مواقع میں کہ جہاں پانی دستیاب نہیں ہوتا، تو وہاں استنجاء بالاحجار کی آسانی سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔[12] لیکن ابن حبیب مالکی کے نزدیک صرف وہی شخص استنجاء بالاحجار کر سکتا ہے کہ جو پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو، ورنہ جائز نہیں۔ کیونکہ استنجاء بالاحجار پر عمل کرنے سے اصل یعنی استنجاء بالماء پر عمل کو ترک کرنا لازم آتا ہے۔ لہذا اصل کے ہوتے ہوئے خلیفہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں۔[13] ائمہ اربعہ کے دلائل میں سے ایک دلیل درج ذیل حدیث ہے:

"عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قِيلَ لَهُ: قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ قَالَ: فَقَالَ: أَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ، أَوْ بَوْلٍ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ"[14]

"حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ کچھ مشرکین کی جانب سے ان کو یہ بات کہی گئی کہ تمہارے نبی ﷺ تم کو ہر بات سکھاتے ہیں یہاں تک کہ قضائے حاجت کا انداز بھی، تو حضرت سلمان (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا بے شک۔ آپ (ﷺ) نے ہمیں اس بات سے روکا ہے کہ ہم میں سے کوئی دائیں ہاتھ سے استنجا کرے یا قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہمیں گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا اور آپ (ﷺ) نے فرمایا تم میں سے کوئی تین پتھروں سے کم سے استنجانہ کرے۔"

دلائل کے اعتبار سے ائمہ اربعہ کا موقف راجح اور ابن حبیب مالکی کا موقف مرجوح معلوم ہوتا ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ پانی کی موجودگی میں بھی پتھر اور پانی دونوں سے استنجا کرنا اولی و احسن ہے۔[15]

دورِ جدید میں وہ تمام اشیاء کہ جن پر نجاست لگ جائے اور نجاست کو دھونے سے ان اشیاء کے خراب ہونے کا امکان ہو تو ان کی تطہیر کے لیے مسح کا طریقہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ الیکٹرانکس اشیاء مثلاً موبائل، لیپ ٹاپ، ٹیبلٹ، کیمرے، اسکرین؛ اور مکینکل اشیاء جیسا کہ موٹرز اور میکاٹرونکس اشیاء جیسا کہ مشینیں اور روبوٹس۔

3) حت، دلک، سلک و فرک یعنی ملنا، رگڑنا اور کھرچنا:

اس مسئلہ میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے، اور اختلاف مجتہد فیہ ہونے کی دلیل ہے۔ حنفیہ کے نزدیک یہ طریقہ خاص طور پر جوتوں اور موزوں کے لیے مطہر ہے۔ لہذا اس سے بدن مطلقاً پاک نہیں ہو گا۔ نیز یہ طریقہ منی سے

تطہیر کے لیے بھی ہے، بشرطیکہ منی بہت گاڑھی ہو۔ بعض فقہاء کے نزدیک یہ طریقہ زمانۂ قدیم کے لیے تھا، کیونکہ اُس زمانے میں منی گاڑھی ہوتی تھی، اور موجودہ زمانے میں منی پتلی ہے۔ اس لیے صرف کھرچنا کافی نہیں۔ اس طریقہ کے مؤثر ہونے کے لیے نجاست کا ذی جرم (جسم والا) ہونا ضروری ہے، لہٰذا پیشاب اس طریقہ سے پاک نہیں ہو گا، کیونکہ اس کا جرم نہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک جرم کا خشک ہونا شرط ہے، تر ہونے کی صورت میں غسل متعین ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک جرم کا خشک ہونا ضروری نہیں۔[16]

مالکیہ کے نزدیک عورت کا دامن اس طریقہ سے پاک نہیں ہوتا، اس کی تطہیر کے لیے پانی کی ضرورت ہے۔ لیکن اس حوالے سے شریعت نے خواتین کو رخصت دی ہے، کیونکہ ان کا دامن لمبا ہوتا ہے، اور کچے راستوں میں عموماً نجاسات پڑی ہوتی ہیں، جن سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر ان کے دامن کو نجاست لگ جائے تو بعد والا پاک راستہ اگرچہ ان کے دامن کو دلک و فرک کر بھی دے تو بھی وہ ان کے لیے مطہر نہیں ہو گا۔ بلکہ اس پاک راستہ کی وجہ سے دامن کی تنظیف ہو جائے گی نہ کہ تطہیر۔ لیکن مشقت کی وجہ سے اس نجاست کو معاف قرار دیا جائے گا۔ ابن جزی مالکی نے جمہور مالکیہ کی مخالفت کی ہے، ان کے نزدیک عورت کا دامن بھی اس طریقہ سے پاک ہو جائے گا۔ دلیل یہ حدیث ہے:

"عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لَنَا طَرِيقًا إِلَى الْمَسْجِدِ مُنْتِنَةً فَكَيْفَ نَفْعَلُ إِذَا مُطِرْنَا؟ قَالَ: «أَلَيْسَ بَعْدَهَا طَرِيقٌ هِيَ أَطْيَبُ مِنْهَا؟» قَالَتْ: قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: «فَهَذِهِ بِهَذِهِ»"[17]

"بنی عبد اشہل کی ایک عورت کا بیان ہے کہ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) ہمارا مسجد میں جانے کا راستہ گندہ ہے، تو جب بارش ہو تو ہم کیا کریں؟ آپ (ﷺ) نے دریافت فرمایا کہ کیا اس گندے راستے کے بعد کوئی صاف راستہ بھی ہے؟ میں نے عرض کیا: جی! تو آپ (ﷺ) نے فرمایا یہ دوسرا راستہ پہلے راستہ کا بدل ہے (یعنی یہ اگلا والا صاف راستہ پچھلے والے گندے راستہ کی گندگی کو صاف کر دیتا ہے)۔"

جمہور مالکیہ نے ان احادیث کو تنظیف پر محمول کیا ہے۔

مالکیہ کے نزدیک جوتا اور موزہ اس طرح سے پاک ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ بھی جانوروں کے پیشاب و پاخانہ کے ساتھ خاص ہے چاہے تر ہو یا خشک، اور اس کے علاوہ دیگر نجاسات اگر جوتے کو لگ جائیں تو وہ اس طریقہ سے پاک نہیں ہوں گی۔ ان کو پاک کرنے کے لیے جوتے کو دھونا ضروری ہے۔[18]

شافعیہ کا قول جدید اور حنابلہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ نجاست لگنے پر عورت کا دامن اور موزے کا نچلا حصہ دھونا مطلقاً واجب ہے۔[19] شافعیہ کا قولِ قدیم یہ ہے کہ عورت کے دامن اور موزے میں فرق ہے، دامن کو دھویا جائے گا، اور موزے کے نیچے اگر خشک نجاست لگی ہے تو وہ رگڑنے کے بعد معاف ہے۔ شافعیہ کا قولِ قدیم، مالکیہ

کے مذہب کے قریب ہے، دونوں میں فرق یہ ہے کہ مالکیہ نے موزے کی طہارت کے لیے رگڑنے کی شرط اس صورت میں لگائی ہے جبکہ نجاست اونٹ کی مینگنیاں یا اس کا پیشاب ہو، اور شافعیہ نے یہ شرط نہیں لگائی۔[20]
راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ احادیث اس بارے میں مطلق ہیں، لہذا ہر طرح کی نجاست دلک سے پاک ہو جائے گی۔

4) جفاف یعنی سوکھ جانا:

اس مسئلہ میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے کہ اگر زمین کو نجاست لگ جائے، اور یہ نجاست خشک ہو جائے، خواہ سورج کی گرمی سے، خواہ ہوا سے یا کسی اور طریقے سے، یہاں تک کہ نجاست کا عین، رنگ اور بو ختم ہو جائے، تو کیا اس سے زمین پاک ہو جاتی ہے یا نجاست کو دھونا ضروری ہے؟

حنفیہ کے نزدیک نجاست خشک ہونے سے نجس زمین نماز کے لیے پاک ہو جائے گی، لیکن اس زمین سے تیمم کرنا جائز نہیں۔[21] حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"كَانَتِ الكِلاَبُ تَبُولُ، وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي المَسْجِدِ، فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ."[22]

" رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عہد میں کتے مسجد میں آجاتے تھے، تو صحابہ (رضی اللہ عنہم) اس کی وجہ سے پانی نہ چھڑکتے تھے۔"

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کہ نجاست کا سورج کی حرارت اور ہوا کے ذریعے خشک ہو جانا ہی اس کی طہارت تھی، اسی لیے مسجد میں صرف اس کام کے لیے پانی نہیں ڈالا جاتا تھا۔

تیمم کے عدمِ جواز کی دلیل یہ ہے کہ نجاست لگنے سے پہلے مٹی طاہر و مطہر تھی، لیکن متنجس ہونے کی وجہ سے دونوں وصف زائل ہو گئے، پھر نجاست کے سوکھنے سے ایک وصف کا لوٹنا شریعت سے ثابت ہو گیا یعنی طاہر ہونے کا، لیکن مطہر ہونے کے وصف کے لوٹنے پر کوئی دلیلِ شرعی موجود نہیں۔ لہذا تیمم جائز نہ ہو گا۔[23]

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ نجاست خشک ہونے سے نجس زمین پاک نہیں ہو گی، بلکہ اس کو دھونا ضروری ہے۔[24] ان حضرات کا استدلال ما قبل میں گزرے ان تمام ادلہ سے ہے، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ازالۂ نجاست پانی سے ہی متعین ہے، وہاں ملاحظہ ہوں۔

امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ نجاست خشک ہونے سے زمین مطلقاً پاک ہو جاتی ہے۔ ابن تیمیہ بھی اس روایت کے مؤید ہیں۔[25] حنفیہ کے دلائل ہی ان کے دلائل ہیں۔ ان کے نزدیک کیونکہ احادیث میں خشک ہونے سے مطلقاً زمین کی پاکی کا حکم لگایا گیا ہے، اس لیے تیمم کو اس سے مستثنیٰ کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔ لیکن ان کا یہ کہنا درست نہیں، کیونکہ حنفیہ نے اس پر دلیل پیش کی ہے۔

راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ جفاف اس شرط کے ساتھ زمین کے لیے مطہر ہے کہ نجاست کا اثر بالکل زائل ہو جائے، ورنہ مطہر نہیں۔ یہ حکم زمین اور اس میں لگی ہوئی چیزوں کے لیے بھی ہے، جیسا کہ دیواریں، درخت، اینٹیں اور پتھر وغیرہ۔ نیز صرف نماز کے حق میں طاہر ہے، لیکن تیمم کے حق میں مطہر نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم نے "صَعِيْدًا طَيِّبًا"[26] کی قید لگائی ہے۔ البتہ اگر اس مٹی پر وافر مقدار میں پانی بہایا جائے اور نجاست کا اثر نہ رہے، پھر وہ زمین خشک ہو گئی تو وہ تیمم کے قابل ہو گی۔ یا نجاست کا استحالہ ہو جائے اور وہ مٹی بن جائے۔ بہر حال اگر مٹی کا نجس ہونا معلوم نہ ہو تو اس سے تیمم کر سکتے ہیں، بغیر دلیل کے شک کی گنجائش نہیں۔[27]

5) احراق و غلیان یعنی جلانا اور جوش دینا:

حنفیہ میں سے امام محمد بن الحسن (حنفیہ کا مفتی بہ قول)، مالکیہ اور حنابلہ کا غیر ظاہر مذہب یہ ہے کہ جلانے کے نتیجے میں اگر اوصاف کے بدلنے یا انقلابِ ماہیت کے نتیجے میں نجاست کا عین تبدیل ہو جائے اور وہ دوسری شے بن جائے تو نجاست پاک ہو جائے گی۔ جیسا کہ میتہ کو جلایا، اور وہ راکھ یا دھویں میں بدل گئی تو جلنے کے بعد جو کچھ باقی بچے گا وہ پاک ہو گا۔ جب نجس اس طریقے سے پاک ہو سکتا ہے تو متنجس تو بطریقِ اولیٰ پاک ہو جائے گا جیسا کہ متنجس کپڑا۔ نیز گوبر، نجس کیچڑ اور گائے کا سر جو خون میں لتھڑا ہو وہ بھی اس طریقے سے پاک ہو جائے گا، بشرطیکہ اتنا جلایا جائے کہ خون بالکل زائل ہو جائے۔ اسی طرح ناپاک تیل یا گوشت اگر نجس ہو جائے اور اس گوشت یا تیل کو آگ میں اتنا جوش دیا جائے کہ نجاست کا اثر ختم ہو جائے تو یہ دونوں پاک ہو جائیں گے۔ نجس گھی یا تیل کی تطہیر کا طریقہ یہ ہے کہ ایک برتن میں گھی ڈالیں اور اس برتن میں اسی کے برابر پانی ڈالیں اور اس کو آگ پر گرم کریں، یہاں تک کہ پانی ختم ہو جائے، اس طرح تین مرتبہ کرنے سے گھی پاک ہو جائے گا۔ نجس مٹی سے پیالہ یا ہانڈی بنائی گئی، پھر اسے بھٹی میں پکایا گیا تو وہ پاک ہو جائیں گے۔ نجس پانی سے مٹی گوندھ کر اینٹیں بنائی گئیں اور انھیں بھٹی میں جلایا گیا تو یہ اینٹیں پاک ہو جائیں گی۔ عورت نے تنور کو گرم کرنے کے بعد ایسے کپڑے سے پونچھا کہ جو نجاست میں بھیگا ہوا تھا اور اس میں روٹی لگانے سے پہلے اس میں آگ جلائی گئی اور اس آگ نے تنور میں موجود نجس تری کو جلا کر اڑا دیا، تو وہ روٹی نجس نہیں ہو گی۔ ان فقہاء کی دلیل قیاس ہے۔ کیونکہ خمر اگر سرکہ میں بدل جائے اور کھال کو دباغت دے دی جائے تو یہ دونوں استحالہ کی وجہ سے پاک ہو جاتے ہیں، اسی طرح استحالہ کا ایک طریقہ احراق بھی ہے۔ حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک منصوص اشیاء کے علاوہ میں بھی استحالہ مؤثر ہے، لہذا احراق کے نتیجے میں پیدا ہونے والا استحالہ بھی قابلِ قبول ہو گا۔[28]

شافعیہ، مالکیہ کا غیر معتمد مذہب، امام ابو یوسف اور حنابلہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ احراق نجس و متنجس کو پاک نہیں کرتا، اور احراق کے نتیجے میں جو باقی بچے وہ عین نجاست کا جز ہونے کی وجہ سے نجس ہے۔ کیونکہ شافعیہ و حنابلہ کے نزدیک منصوص اشیاء کے علاوہ میں استحالہ مؤثر نہیں ہے، لہذا احراق کے نتیجے میں پیدا ہونے والا استحالہ قابلِ

قبول نہ ہو گا لیکن "القلیل معفو "اور "المشقة تجلب التیسیر "کے قواعد کے تحت اس کی نجاست معاف ہے۔[29] بعض مالکیہ کے نزدیک اگر آگ نجاست کو مکمل طور پر کھالے تو استحالہ کی وجہ سے نجاست کی راکھ پاک ہے، ورنہ عدمِ استحالہ کی وجہ سے نجاست کی راکھ نجس ہے۔[30]

6) استحالہ یعنی انقلابِ ماہیت (Change of State):

استحالہ کا مطلب ہے کہ ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل دینا، مثلاً شراب کو سرکہ بنا دینا، یہ بھی سببِ تطہیر ہے۔ انقلاب کا لفظ قلب سے ہے اور ابن منظور کے مطابق اس کی لغوی تعریف "تحویل الشیء عن وجھہ" ہے۔[31] یعنی کسی شے کی صورت بدل جانا۔ انقلابِ ماہیت کو عربی میں استحالہ بھی کہا جاتا ہے۔ استحالہ کی تعریف یہ ہے: "تغیر ماھیۃ الشیء تغیرا لا یقبل الاعادۃ۔"[32] کسی شے کی حقیقت کا اس طرح بدل جانا کہ وہ پہلی حالت کی طرف نہ لوٹ سکے"۔ اس کو علم الکیمیا میں "Irreversible Reaction" کہتے ہیں۔ یعنی ایسا کیمیائی عمل جو دوبارہ اپنی اصلی حالت میں واپس نہ آ سکے۔ مثال کے طور جب پیٹرول اور آکسیجن کو ملایا جاتا ہے تو کیمیائی عمل کے بعد کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پانی بنتا ہے، اب یہ دونوں مل کر دوبارہ آکسیجن اور پیٹرول نہیں بنا سکتے۔[33] انقلاب کی تعریف یوں ہے: "تحول ماھیۃ الشیء الی ماھیۃ اخری"۔[34] "ایک چیز کی حقیقت کا دوسری چیز کی حقیقت میں تبدیل ہو جانا" ان دونوں میں پہلی تعریف اوضح ہے۔ اس کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ ایک چیز اس طرح سے دوسری چیز بن جائے کہ وہ دوبارہ پہلی چیز بننے کی صلاحیت کھو دے۔ اگر وہ واپس اپنی اصلی حالت کی طرف آ سکتی ہو تو انقلاب و استحالہ کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ کیمیائی عمل کے ذریعے بعض اشیاء کو انکی اصل حالت میں لایا جا سکتا ہے، اور بعض کو نہیں، اور یہی دوسری صورت شریعت سے زیادہ مطابقت رکھتی ہے، اور قلبِ ماہیت و استحالہ کہلاتی ہے۔ الموسوعۃ الفقھیۃ میں استحالہ کی تعریف کچھ یوں ہے: "تغیر الشییء عن طبعہ و وصفہ"[35] "ایک شے کا اپنی طبیعت اور وصف بدل دینا استحالہ ہے"۔

قلبِ ماہیت کی اصطلاحی تعریف ابن ہمام کے مطابق یوں ہے: "ان استحالۃ العین تستبع زوال الوصف المرتب علیھا"۔[36] "شے کا تبدیل ہونا اس وصف کے زائل ہونے کو لازم ہے، جو وصف اس شے کی حقیقت پر مرتب تھا (مثلاً نطفے کا گوشت بن کر پاک ہونا)"۔ الموسوعۃ الفقھیۃ میں استحالہ کی تعریف یہ ہے: "فالاستحالۃ قد تکون بمعنی التحول کاستحالۃ الاعیان النجسۃ من العذرۃ والخمر والخنزیر وتحولھا عن اعیانھا وتغیر اوصافھاوذلک بالاحتراق او بالتخلیل او بالوقوع فی شیی ء"[37]۔ "استحالہ کبھی یوں ہوتا ہے کہ کسی چیز کی حالت کو بدل دینا، جیسا کہ گوبر، شراب اور خنزیر جیسی ناپاک چیزیں اپنی ذات سے پھر جائیں اور ان کی خصوصیات بدل جائیں، اور کبھی یہ تبدیلی کسی شے کو جلانے یا شراب سے سرکہ بنانے یا کسی شے میں ڈالنے سے ہوتی ہے۔"

انقلابِ ماہیت دو طرح کی ہوتی ہے: استحالہ بالنفس، یعنی خود بخود کسی شے کا تبدیل ہو جانا، جیسا کہ خمر کا سرکہ بن جانا۔ استحالہ بالغیر، یعنی کسی انسان کے عمل دخل کے نتیجے میں تبدیلی آجانا، جیسا کہ خمر میں کوئی شے ڈال کر سرکہ بنانا۔[38]

انقلاب و استہلاک میں فرق یہ ہے کہ انقلاب میں ایک چیز دوسری ہو جاتی ہے، اور استہلاک میں ایک چیز دوسری میں مل کر اپنی پہچان ختم کر لیتی ہے۔ قلیل مقدار میں ہونے کی وجہ سے وہ دوسری چیز میں اس طرح مل جاتی ہے کہ اس کا جدا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ نجس خمر کا طاہر سرکہ بن جانا؛ طاہر سرکہ کا نجس خمر بن جانا؛ نجس نطفہ سے نجس علقہ، نجس علقہ سے طاہر مضغہ، طاہر مضغہ سے طاہر عظام کا بننا، پھر اس پر طاہر لحم کا چڑھ کر طاہر انسان بن جانا؛ نجس زمین سے دھوپ کے ذریعے نجاست کا اثر زائل ہو کر مٹی کا پاک ہو کر تیمم کے قابل ہو جانا انقلابِ ماہیت ہے۔ گھی کا روٹی میں اور دودھ کا شکر میں مل جانا؛ نجس دودھ کا پنیر بن جانا؛ نجس گندم کا روٹی بن جانا؛ پیشاب سے نمک بنالینا استہلاک ہے۔[39]

انقلابِ ماہیت کا معیار کیا ہے؟ اس کے لیے محلول کی دو صورتوں کو ملاحظہ کریں:

محلول کی پہلی صورت یہ ہے کہ ایک چیز جب دوسری چیز سے اس طرح ملے کہ کیمیائی تجزیہ کے بغیر ایک کو دوسرے سے الگ نہ کیا جا سکے تو اسے خلط کہتے ہیں، اور دونوں کے ملنے سے جو مرکب تیار ہوتا ہے، اسے مخلوط مکسچر کہا جاتا ہے، پھر ایک شے کا دوسری شے کے ساتھ مل جانا کہ دونوں اپنی اپنی حقیقت برقرار رکھیں اور ان کی صفات و تاثیرات بھی پوری طرح نہ بدلیں، بلکہ دونوں اشیاء کی الگ الگ خاصیتیں مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں تو یہ صورت تبدیلِ ماہیت کی نہیں، بلکہ دو چیزوں کی باہمی آمیزش کی ہے، جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں، مثلاً دودھ میں پانی ملا دیا جائے، یا سرخ اور زرد رنگ کے محلول کو آپس میں ملا دیا جائے، تو ان صورتوں میں نہ دودھ کی حقیقت بدلتی ہے اور نہ پانی کی، نہ سرخ رنگ کی حقیقت ختم ہوتی ہے نہ زرد رنگ کی، البتہ ملائی ہوئی دو چیزوں کو جس مقدار میں ملایا گیا ہے، اس کے تناسب سے مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا ہوتا ہے۔ اسی لیے مفرد اور مرکب ادویات کی خصوصیات اور ان کے مزاج میں فرق ہوتا ہے۔

محلول کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک محلول کے ساتھ ملانے سے یا کسی کیمیائی عمل کے ذریعے کسی شے کی خاصیت پورے طور پر تبدیل کر کے، اس شے کی اصل حقیقت اور ماہیت کو اس طرح بدل دے گویا ایک نئی شے وجود میں آئی ہو، جیسے خمر کو کیمیائی عمل کے ذریعے سرکہ بنا لیا جانا، یا سرکہ کو شراب بنا لیا جانا وغیرہ، کہ ان صورتوں میں پہلی شے میں ایسی کیمیائی تبدیلی عمل میں آئی ہے، جو اس حقیقت کو بدل کر ایک نئی شے کو وجود بخشتی ہے، حکمِ شرع کا مدار اسی تبدیلِ ماہیت پر ہے، لہٰذا اگر کوئی چیز اصلاً ناپاک ہو، لیکن کیمیائی عمل کی وجہ سے اس کی اصل حقیقت بدل جائے اور نئی شے وجود میں آجائے تو نجاست کا حکم باقی نہ رہے گا۔[40]

انقلابِ ماہیت کے متعدد اسباب ہیں، جن میں سے کچھ اہم یہ ہیں:

1۔ مدتوں ایک حالت میں رہنے کی وجہ سے کسی چیز کی حقیقت وماہیت بدل جائے، جیسے خنزیر، کتا اور گدھا وغیرہ خواہ نجس العین ہوں یا غیر نجس العین، نمک کی کان یا برف کے حوض میں گر کر مر جائیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نمک اور برف بن جائیں۔[41]

2۔ مٹی میں دفن ہونے والی اشیاء وقت کے ساتھ مٹی بن جائیں، جیسا کہ انسانی غلاظت اور مردار زمین میں دفن ہونے کے بعد مٹی بن جاتے ہیں، اور مٹی بن کر پاک ہو جاتے ہیں۔[42]

3۔ جلنے سے اشیاء کی حقیقت بدل جائے، جلنے والی کوئی بھی شے جب جل کر راکھ ہو جاتی ہے تو اس پر پاک ہونے کا حکم لگا دیا جاتا ہے، جیسا کہ گوبر آگ میں جل کر راکھ ہو جائے تو پاک ہو جائے گا۔[43]

4۔ نجس کھال دھوپ کی وجہ سے دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہے۔ دھوپ اور ہوا کی وجہ سے نجس زمین سے نجاست کا اثر چلا جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔[44]

5۔ شراب سے خود بخود یا کیمیائی عمل کے ذریعے سرکہ بن جانا۔[45]

6۔ قدرتی طور پر انقلابِ ماہیت کا ہو جانا، جیسا کہ پاک غذا سے خون بننا، خون کا نطفہ بننا، علقہ کا مضغہ بننا، عصائے موسیٰ کا سانپ بننا۔[46]

7۔ ذبح کے بعد خون کے علاوہ ماکول اللحم کے تمام اعضاء اور غیر ماکول اللحم کے وہ اعضاء کہ جن میں خون نہیں ہوتا پاک ہو جاتے ہیں، جیسا کہ بال اور کھال وغیرہ۔ البتہ امام شافعی کے نزدیک غیر ماکول اللحم کی کھال اس طرح پاک نہیں ہوتی۔[47]

8۔ عملِ تقطیر ایک ایسا عمل ہے کہ جس کے ذریعے ٹھوس ذرات کو پانی یا گیس سے فلٹر کاغذ یا چھلنی کی مدد سے الگ کر لیا جاتا ہے اور اس عمل میں ٹھوس ذرات کو کاغذ چھان لیتا ہے اور پانی نیچے پیندے میں بیٹھ جاتا ہے، جیسا کہ نجس پانی سے ٹھوس نجاست کو الگ کرنا۔ لیکن اس عمل سے پانی پاک نہ ہو گا، کیونکہ اس سے انقلاب نہیں ہوا، بلکہ نجس پانی کا تجزیہ ہوا ہے۔ یہ پانی صاف تو ہوا ہے، لیکن پاک نہیں ہوا، لہذا تطہیر کے لیے اور کھانے پینے کے لیے اسے استعمال نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ پیشاب سے متعفن اور مضر اجزاء کو دور کر لیا جائے تو بھی پیشاب پاک ہی رہے گا، کیونکہ پیشاب بجمیع الاجزاء نجس ہے۔[48]

9۔ کیمیائی عمل سے کیفیت یا خاصیت کا بدل جانا قلبِ ماہیت کے تحت آتا ہے مگر احکام الگ الگ ہو جاتے ہیں، مثلاً گندے پانی سے گندگی کے عناصر نکالنے کے بعد جو صاف پانی حاصل ہوتا ہے اسے صفائی کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے، لیکن اس سے طہارت یعنی وضو اور غسل جائز نہیں، اس لیے کہ وہ ماء مستعمل

ہے۔کیمیائی عمل کے نتیجے میں شراب سے سرکہ بن جائے تو وہ پاک ہے۔ ناپاک دودھ سے بنائی گئی دہی ناپاک اور حرام ہے۔[49]

عمومِ بلوی کی بنیاد پر فقہاء نے قلبِ ماہیت کو مطہرات میں شامل کیا ہے۔ عمومِ بلوی کی بنیاد پر عناصر کی کلی تبدیلی کی بجائے قرینِ قیاس یہ معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی عناصر کی تبدیلی جو کہ جزوی تبدیلی ہے، انقلابِ ماہیت کے لیے کافی ہے۔ غیر مسلم ممالک میں ادویات کے علاوہ ماکولات و مشروبات میں اگر متبادل غذائی اجزاء موجود نہ ہوں تو اس طرح کی جزوی تبدیلی کو انقلابِ ماہیت شمار کر لینا چاہیے۔ لیکن متبادلات کی موجودگی میں اسے انقلابِ ماہیت شمار نہیں کرنا چاہیے۔ تاکہ عوام میں تساہل کو عروج نہ ملے۔[50]

ائمہ اربعہ کا موقف یہ ہے کہ خمر کے خود بخود سرکہ بن جانے کے علاوہ بھی حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک استحالہ مطہر ہے، اور شافعیہ و حنابلہ کے ہاں نہیں ہے۔ دلائل کی قوت، عملی صورتِ حال اور لوگوں کی ضرورت یہ سب حنفیہ ومالکیہ کے مذہب کے مؤید ہیں۔ اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک نجس شے کی مخصوص نوعی صفات کی تبدیلی کے بعد سابقہ شرعی حکم بھی تبدیل ہو جائے گا اگرچہ سابقہ جسم کے جوہری اجزاء برقرار ہوں۔ لیکن شافعیہ و حنابلہ کے نزدیک اگر جسمِ سابق کے کچھ بنیادی اجزاء باقی ہوں تو اس سے سابقہ شرعی حکم تبدیل نہ ہو گا۔ پھر یہ حکم اس نجس شے کے پاک ہونے کے لحاظ سے تبدیل ہو گا نہ کہ حلال ہونے کے لحاظ سے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ شے مضر ہو، چنانچہ مضرت کی وجہ سے بقدرِ مضر اس کا استعمال جائز نہ ہو گا۔[51]

علامہ شامی کے نزدیک صورتِ نوعیہ کی تبدیلی انقلابِ ماہیت کا معیار ہے۔[52] اب رہا یہ سوال کہ تبدیلی کا علم کیسے ہو؟ اگر اس کے لیے منطق و فلسفہ یا علم الکیمیا کو معیار بنایا جائے تو اس کو سمجھنا عوام کے لیے مشکل ہے، اور شریعت کا دارومدار آسانی پر ہے، لہذا عرف عام کو معیار بنایا جائے گا۔ مختلف اہل علم کی آراء کو سامنے رکھتے ہوئے جب کسی چیز میں چھ طرح کی تبدیلیاں ہو جائیں تو اس چیز کو دوسری ماہیت تسلیم کیا جاتا ہے: (1) نام تبدیل ہونا[53]، (2) شکل و صورت کی تبدیلی، (3) رنگ، (4) بو، (5) ذائقہ اور (6) صفات خاصہ کی تبدیلی[54] ان چھ اشیاء کی تبدیلی، انقلابِ ماہیت کا کم از کم معیار ہے۔ اگر ان چھ اشیاء سے بڑھ کر سارے اجزاء تبدیل ہو جائیں تو یہ انقلابِ ماہیت کا اعلیٰ ترین معیار ہے۔ ان اشیاء ستہ کی تبدیلی کو معیار بنانے میں شریعت کے وسطیت کے مزاج کی رعایت ہے۔ کیونکہ شریعت نے انقلابِ ماہیت کے لیے کسی شے میں سو فیصد تبدیلی کو لازمی قرار نہیں دیا۔ مثلاً اگر حیوان سے مٹی یا نمک بن جاتا ہے تو ڈی این اے ٹیسٹ سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اس کا ماخذ کونسا حیوان ہے؟ نیز سطحی تبدیلی کو بھی قبول نہیں کیا، اور یہود پر اسی لیے لعنت ہوئی کہ وہ حرام شدہ چربی کو پگھلا کر فروخت کرتے تھے۔ لہذا درمیانی پہلو یہی ہے کہ اشیاء ستہ کی تبدیلی کو مدار بنایا جائے، اور ان میں بھی تبدیلی ظنِ غالب کے درجے میں ضروری ہے، عین الیقین اور حق الیقین کا درجہ حاصل ہونا ضروری نہیں۔[55] نیز ان اشیاء ستہ کی تبدیلی کے بعد بھی اگر

سابقہ ماہیت کی بعض صفاتِ مختصہ بر قرار رہتی ہیں تو ان کو فقہاء انقلابِ ماہیت میں مخل نہیں سمجھتے، مثلاً شراب میں رقت و سیلان اور صابن میں جھاگ کا باقی رہنا۔[56] نیز یہ صفاتِ مختصہ علم کیمیاء اور عرف کے لحاظ سے مراد نہیں لی جائیں گی، بلکہ شرعی و عرفی لحاظ سے صفاتِ مختصہ مراد لی جائیں گی۔ یعنی شرعاً جو شے حرام ہوتی ہے، اس کی حرمت کے پیچھے ایک یا ایک سے زیادہ نمایاں اوصاف و علل ہوتے ہیں، جن کی پہچان عرف سے ہوتی ہے۔ وہی اس شے میں حرمت کی بنیاد ہوتے ہیں، لہذا شرعی صفات مختصہ مراد ہوں گی۔ مثلاً خمر میں اسکار کی صفت، زہر میں اضرار کی صفت، بول و براز میں استخباث کی صفت۔[57]

صدیوں سے صابن بنانے کے لیے کولڈ پراسیس (Cold Process) استعمال کیا جا رہا ہے۔ موجودہ دور میں کچھ جدید طریقے بھی زیرِ استعمال ہیں، جیسا کہ فل بوائلڈ پراسیس (Full Boiled Process)۔ ان طریقوں سے اعلی درجہ کا وہ صابن حاصل ہوتا ہے کہ جس میں چربی کی مقدار ایک فیصد سے بھی کم ہوتی ہے۔ اس وقت کولڈ پراسیس (Cold Process) کے بارے میں تحقیق کریں گے، کیونکہ ظنِ غالب یہ ہے کہ فقہاء نے اسی رائج طریقہ کے بارے میں فقہی حکم بیان کیا ہو گا۔ اس عمل میں تقریباً پندرہ فیصد غیر تبدیل شدہ چربی موجود رہتی ہے۔[58] لیکن اس کے باوجود حنفیہ میں سے امام محمد نے اس عمل میں انقلابِ ماہیت کو شرعاً تسلیم کیا ہے، اور عمومِ بلوی کی بنیاد پر اس صابن کے پاک ہونے کا قول اختیار کیا ہے، اگرچہ جس تیل یا چربی سے صابن بنایا گیا ہو وہ نجس ہوں۔ علامہ حصکفی اور علامہ ابن عابدین شامی کا فتوی بھی امام محمد کے قول کے مطابق ہے۔[59]

7) تذکیہ و دباغت:

احناف اور شوافع کے نزدیک موت کی وجہ سے ناپاک کھال جیسا کہ حرام گوشت والے جانور کی کھال کہ جس کو ذبح نہ کیا گیا ہو، دباغت سے ایسے ہی پاک ہو جاتی ہے جیسا کہ ذبح سے پاک ہو جاتی ہے۔[60] دلیل حدیث نبویؐ ہے:

" عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ»"[61]

"حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنھما) سے مروی ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب کھال کو دباغت دی جائے تو وہ طاہر ہو جاتی ہے۔"

احناف اس حقیقی دباغت کو بھی جائز قرار دیتے ہیں کہ جو کیمیائی اشیاء سے ہو اور اس حکمی دباغت کو بھی جائز کہتے ہیں کہ جو گندگیوں کو دور کر سکتی ہو جیسا کہ مٹی میں لتھیڑنا اور دھوپ میں سکھانا، کیونکہ یہ دونوں اشیاء نجاست کو ختم کرنے والی اور کھال کو خشک کرنے والی ہیں۔ نیز ذبح سے بھی گوشت کے ساتھ ساتھ کھال پاک ہو جاتی ہے۔

مالکیہ و حنابلہ کے مشہور قول کے مطابق مردار کی کھال نجس ہے، دباغت شدہ ہو یا نہ ہو، کیونکہ یہ مردار کا جز ہے، چنانچہ یہ بھی حرام ہو گی۔[62] دلیل اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ "[63] "تم پر مردار اور خون حرام کیا گیا ہے"

چنانچہ جس طرح دباغت سے گوشت پاک نہیں ہوتا، اسی طرح کھال بھی پاک نہیں ہوگی۔ نیز احادیث سے بھی اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ: أَتَانَا كِتَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْ لاَ تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلاَ عَصَبٍ۔"[64]

"حضرت عبد اللہ بن عکیم (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: اللہ کے رسول ﷺ کا خط ہمارے پاس آیا (جس پر لکھا تھا) مردار کی کھال اور پٹھوں سے فائدہ اٹھانا بند کردو"

نیز ان کے نزدیک اگر غیر ماکول اللحم جانور کو ذبح کر دیا جائے تو اس کی کھال ناپاک ہی رہے گی، چاہے اسے دباغت دی جائے یا نہیں۔

احناف و شوافع کا مذہب اس بارے میں راجح معلوم ہوتا ہے کہ ذبح کی وجہ سے بھی نجس کھال پاک ہو جاتی ہے اور دباغت کی وجہ سے بھی۔ چنانچہ ایسی کھال سے بنے چمڑے کی مصنوعات کا استعمال جائز ہے، بشرطیکہ وہ خنزیر کی کھال نہ ہو، کیونکہ وہ کسی صورت میں پاک نہیں ہوتی۔ نیز مردار یا حرام جانور کی کھال سے بنے جیلاٹن میں جب تک انقلابِ ماہیت کا ثبوت نہ ہو جائے تو اس وقت تک اس کا استعمال بھی جائز نہیں۔

8) تکثیر و نزح:

تکثیر کا مطلب یہ ہے کہ کنویں میں نجاست گر جائے تو کنویں میں پانی کا اضافہ کیا جائے۔ نزح کا مطلب ہے کہ کنویں میں نجاست گر جائے تو اس کے حساب سے کنویں کا پانی کھینچ لیا جائے۔ مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک کنویں کے پانی کو پاک کرنا کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں پانی کی تکثیر کی جائے۔ تکثیر کے دو طریقے ہیں: کنویں سے پانی نکالنا چھوڑ دیا جائے، یہاں تک کہ وہ حدِ کثرت تک پہنچ جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کنویں میں باہر سے پانی ڈالا جائے یہاں تک کہ وہ حدِ کثرت تک پہنچ جائے۔ اس طریقہ سے نجاست سے جو اوصاف کا تغیر پیدا ہوتا ہے وہ زائل ہو جاتا ہے۔ مالکیہ نے کچھ اور طریقے بھی بتائیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جانور کے پھولنے پھٹنے سے کنویں کے پانی کا رنگ، مزہ یا بو بدل جائے تو پانی نکالنے سے پاک ہو جائے گا، یا کسی چیز کے ذریعے نجاست کا اثر ختم کر دیا جائے تب بھی پاک ہو جائے گا، بلکہ بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ نجاست اگر خود بخود زائل ہو جائے تب بھی پاک ہو جائے گا، گھر کے بدبودار کنویں کے بارے میں مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر اتنا پانی نکالا جائے کہ بدبو ختم ہو جائے تو وہ پاک ہو جائے گا۔[65]

شافعیہ کے نزدیک پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تکثیر (پانی کی مقدار زیادہ کرنا) جب پانی قلیل یعنی دو قلہ سے کم ہو تو اسے اس طرح زیادہ کیا جائے کہ اسکو چھوڑ دیا جائے، یہاں تک کہ پانی کی مقدار بڑھ جائے، یا اس میں مزید پانی ڈالا جائے تاکہ کثیر ہو جائے، اور اس کا اعتبار نہیں کرتے کہ اتنا پانی کھینچا جائے کہ اس کے بعد پاک پانی ابل

آئے، اس لیے کہ پانی کو کھینچنے کے بعد کنویں کی تہہ تو ناپاک ہی رہے گی، جیسا کہ پانی کھینچنے کی وجہ سے دیواریں بھی ناپاک ہو جائیں گی۔ نیز شافعیہ کا کہنا ہے کہ کنویں میں جب کوئی نجس شے گر جائے، جیسا کہ چوہے کا بال گر جائے تو کنویں کا پانی نکالا جائے گا، لیکن اس لیے نہیں کہ پانی پاک ہو جائے، بلکہ اس لیے کہ کنویں کے پانی میں بال نہ رہے۔[66]

اگر ناپاک پانی قلیل ہو یا اتنا کثیر ہو کہ سب کا نکالنا دشوار ہو تو پانی کو زیادہ کر کے پاک کرنے میں حنابلہ کے یہاں تفصیل ہے، پھر پاکی کے اس طریقے کو وہ اس صورت کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں کہ پانی انسان کے پیشاب و پاخانہ سے نجس نہ ہوا ہو، موجودہ پانی اس طرح سے زیادہ ہو سکتا ہے کہ اس میں کثیر پاک پانی ملا دیا جائے، اگر ملا دیا جائے گا تو سارا پانی تغیر ختم ہونے کی وجہ سے طاہر ہو جائے گا۔ پانی اگر انسان کے پیشاب و پاخانہ کی وجہ سے نجس ہو جائے تو سارا پانی نکالنا ضروری ہو گا، اگر سارا پانی نکالنا دشوار ہو تو پانی کے اوصاف کا تغیر ختم ہو جانے سے پانی پاک ہو جائے گا، خواہ اتنا پانی نکال دیا جائے کہ جتنے کا نکالنا دشوار نہ ہو یا اس میں مزید پانی ملا دیا جائے یا دیر تک پڑے رہنے سے پانی کا تغیر ختم ہو جائے، نیز اگر پانی پڑے رہنے سے اوصاف کا تغیر ختم ہو جائے اور باقی پانی کثیر مقدار میں ہو یعنی دو قلہ یا اس سے زیادہ ہو تو شافعیہ کے نزدیک ایسا پانی مطہر رہے گا۔[67]

حنفیہ کے نزدیک کنویں کی پاکی کی ایک ہی شکل ہے اور وہ ہے پانی کا کھینچنا جس کو نزح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی یا تو کنویں سے سارا پانی نکالا جائے یا ڈول کی مقررہ تعداد نکالی جائے۔ مالکیہ و حنابلہ کے نزدیک اس طریقہ سے کنواں تو پاک ہو جائے گا، لیکن کنویں کی پاکی کا صرف یہی طریقہ نہیں۔ نیز اس کی بھی وہ تحدید نہیں کرتے کہ کتنی مقدار نکالی جائے؟ بلکہ اس کو وہ نکالنے والے کے اندازے پر چھوڑتے ہیں۔ اسی وجہ سے صرف حنفیہ کے ہاں پانی نکالنے کی تفصیلات ملتی ہیں، انکے ہاں یہ تفصیل بھی ملتی ہے کہ پانی نکالنے کا آلہ اور اس کا حجم کیسا ہونا چاہیئے؟[68]

کنویں میں جب نجاست گر جائے تو نجاست باہر نکالی جائے گی، اور پانی نکالنے سے کنواں پاک ہو جائے گا، اس کو نزح کہا جاتا ہے، کیونکہ کنویں کے بارے میں اصلاً دو قیاس پائے جاتے ہیں: ایک قیاس یہ ہے کہ کنواں ناپاک ہونے کے بعد کبھی پاک نہیں ہو گا، پاک نہ ہو سکنے کی وجہ یہ ہے کہ نجاست دیواروں اور کیچڑ میں مل گئی ہے۔ دوسرا قیاس یہ ہے کہ کنواں کبھی ناپاک ہی نہ ہو گا، کیونکہ نجاست سے بچنا یا اسے پاک کرنا دشوار ہے۔ لیکن ان دونوں قیاسوں کو استحسان کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے۔ وجہِ استحسان درج ذیل آثار ہیں:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ زِنْجِيًّا وَقَعَ فِي زَمْزَمَ فَمَاتَ قَالَ: فَأَنْزَلَ إِلَيْهِ رَجُلًا فَأَخْرَجَهُ ثُمَّ قَالَ: انْزِفُوا مَا فِيهَا مِنْ مَاءٍ ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي فِي الْبِئْرِ: ضَعْ دَلْوَكَ مِنْ قِبَلِ الْعَيْنِ الَّتِي تَلِي الْبَيْتَ أَوِ الرُّكْنَ فَإِنَّهَا مِنْ عُيُونِ الْجَنَّةِ"[69]

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک حبشی زمزم میں گر کر مر گیا پھر آپ رضی اللہ عنہمانے حکم دیا تو ایک آدمی نے کنویں میں اتر کر اسے باہر نکالا، پھر حکم دیا: اس میں موجود پانی کو

باہر نکال دو پھر کنویں میں موجود آدمی سے کہا: اپنے ڈول کو اس چشمہ کی طرف رکھو جو کہ بیت اللہ یا رکن سے ملا ہوا ہے، کیونکہ یہ جنت کے چشموں میں سے ہے۔"

" عَنْ عَلِيٍّ، فِي الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي الْبِئْرِ قَالَ يُنْزَحُ إِلَى أَنْ يَغْلِبَهُمُ الْمَاءُ "[70]

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ان سے کنویں کے اندر گرنے والے چوہے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس کنویں کا پانی نکالا جائے یہاں تک کہ پانی لوگوں پر غالب آجائے۔"

" عَنْ حَمَّادٍ، فِي الْبِئْرِ يَقَعُ فِيهَا الدَّجَاجَةُ وَالْكَلْبُ وَالسِّنَّوْرُ فَتَمُوتُ قَالَ يَنْزِحُ مِنْهَا ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ دَلْوًا "[71]

"حضرت حماد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ان سے کنویں میں گر کر مرنے والی مرغی، کتے اور بلی کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ اس کنویں سے تیس یا چالیس ڈول نکالے جائیں۔"

" أَنَّ عَلِيًّا، سُئِلَ عَنْ صَبِيٍّ، بَالَ فِي الْبِئْرِ قَالَ: يُنْزَحُ "[72]

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کنویں میں بچے کے پیشاب کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس کنویں کا پانی نکال دیا جائے۔"

استحسان یہ ہے کہ ان اشیاء میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے، یہ خون موت کے وقت بدن کے ہر جزء میں سرایت کر جاتا ہے اور بدن کو ناپاک بنا دیتا ہے، پھر یہ چیزیں جب پانی میں ملیں گی تو ان کے اختلاط کی وجہ سے پانی نجس ہو جائے گا، چنانچہ امام محمد نے یہاں تک فرمایا ہے کہ کنویں میں اگر چوہے کی دم بھی گر جائے تو کنویں کا سارا پانی نکالا جائے گا، کیونکہ دم جہاں سے ٹوٹی ہے وہاں تری ہو گی اور وہ تری جب پانی میں ملے گی تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔[73]

تکثیر کی دلیل یہ ہے کہ ماء کثیر نجس نہیں ہوتا، تو جب کنویں میں مزید پانی شامل کیا گیا، یا اس کا پانی نکالنا چھوڑ دیا اور پانی زیادہ ہو گیا تو کنواں پاک ہو جائے گا۔ اس بارے حدیث ملاحظہ ہو:

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنِ الْمَاءِ يَكُونُ فِي الفَلاَةِ مِنَ الأَرْضِ، وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ السِّبَاعِ وَالدَّوَابِّ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الخَبَثَ."[74]

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ سے میدانوں و جنگلوں کے پانی کے متعلق پوچھا گیا کہ جس پر درندے اور چوپائے بار بار آتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا جب پانی دو قلوں (دو مٹکوں تقریباً 203 کلو) کی مقدار میں ہو تو ناپاک نہیں ہوتا۔"

فقہاء کہتے ہیں کہ اگر کنویں کا پانی نکالا جائے اور آخری ڈول باقی ہو تو جب تک ڈول پانی سے جدا نہ ہو گا کنواں پاک نہ ہو گا، اگر ڈول پانی سے الگ ہو گیا اور کنویں سے باہر آگیا تو کنواں پاک ہو جائے گا، لیکن پانی سے ڈول جدا تو ہوا لیکن کنویں سے باہر نہیں آیا اور اس میں سے پانی ٹپک رہا ہے تو امام ابو یوسف کے ہاں پاک نہ ہو گا، یہی امام ابو حنیفہ کا بھی قول ہے، امام محمد کے ہاں پاک ہو جائے گا۔ وجہ یہ ہے کہ ناپاک شے پاک شے سے جدا ہو گئی، اس لیے

کہ آخری ڈول نجاست کے لیے شرعاً متعین ہے، دلیل یوں ہے کہ جب آخری ڈول کنویں سے باہر آجاتا ہے تو پانی پاک ہو جاتا ہے، پانی سے جدا ہونے کے بعد ڈول میں سے جو پانی کنویں میں ٹپکتا ہے اس کو شرعاً ناپاک نہیں مانا جاتا، تاکہ لوگ تنگی میں مبتلا نہ ہوں۔ شیخین کے قول کی وجہ یہ ہے کہ کنویں کو اسی وقت پاک کہا جا سکے گا جب کہ نجاست اس سے جدا ہو جائے، اور نجاست آخری ڈول کا پانی ہے، اور یہ جدا ہونا اسی وقت ثابت ہو گا کہ جب ڈول کنویں سے باہر آجائے، اس لیے کہ اس کا پانی کنویں کے پانی سے متصل ہے، اور ڈول سے ٹپکنے والے قطرات کو نجس نہ ماننا محض ضرورت کی وجہ سے ہو گا اور ضرورت اس طرح پوری ہو جاتی ہے کہ کنویں سے الگ ہو جانے کی صورت میں تقاطر کے بند ہونے کے بعد اس ڈول کے لیے جدا ہونے کا حکم مان لیا جائے۔[75]

اگر کنویں کے تمام پانی کو نکالنا واجب ہو اور تمام سوتوں کو بند کرنا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ تمام سوتوں کو بند کر دیا جائے، پھر نجس پانی نکالا جائے، اگر پانی زیادہ ابلنے کے سبب ان کو بند کرنا ممکن نہ ہو تو امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ دو سو یا تین سو ڈول نکالے جائیں، امام ابو یوسف سے دو روایات ہیں: ایک روایت یہ ہے کہ کنویں کے بغل میں ایک گڑھا کھودا جائے جو کنویں کے پانی کی گہرائی اور چوڑائی کے برابر ہو، پھر کنویں کا پانی نکال کر اس گڑھے میں ڈالا جائے یہاں تک کہ وہ گڑھا بھر جائے تو کنواں پاک سمجھا جائے گا، دوسری روایت یہ ہے کہ کنویں میں ایک بانس ڈالا جائے، اور پانی کی اوپری سطح کے مطابق بانس پر نشان لگایا جائے، پھر مثلاً دس ڈول نکالے جائیں اور دیکھا جائے کہ پانی کتنا کم ہوا؟ پھر اسی کے حساب سے پانی نکالا جائے، لیکن یہ حساب اس وقت صحیح ہو گا جب کہ کنویں کی چوڑائی پانی کی بالائی سطح سے لے کر کنویں کی تہہ تک یکساں ہو، اگر ایسا نہ ہو تو یہ ضروری نہ ہو گا کہ اگر دس ڈول نکالنے کی وجہ سے پانی کی اوپری سطح ایک بالشت کم ہو گئی ہے تو دس ڈول نکالنے سے تہہ کے پانی میں بھی ایک بالشت کی کمی واقع ہو۔[76] سب سے بہتر بات وہ ہے جو ابو نصر سے مروی ہے کہ پانی کے دو ماہرین کو لایا جائے گا اور انکی رائے کے مطابق پانی نکالا جائے گا، اس لیے کہ جس مسئلہ کے جاننے کا مدار اجتہاد پر ہو اس میں ماہرین سے رجوع کیا جائے گا۔[77] جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ مالکیہ کے نزدیک پانی نکالنا کنویں کو پاک کرنے کا ایک طریقہ ہے، لیکن ان حضرات کے یہاں پانی نکالنے کی کوئی حد متعین نہیں ہے۔ ان کا مسلک ہے کہ یہ پانی نکالنے والے کے گمان پر مبنی ہے، وہ کہتے ہیں کہ کنویں کو پاک کرنے کے لیے مناسب ہے کہ ڈول بھر کر پانی نہ نکالا جائے، بلکہ تھوڑا کم نکالا جائے، اس لیے کہ مرنے کے وقت جانوروں کے بدن سے روغنی مادے خارج ہوتے ہیں، اور روغن کی خاصیت یہ ہے کہ وہ پانی کی سطح پر تیرتا رہتا ہے، جب ڈول بھر کر پانی نکالا جائے گا تو اندیشہ ہے کہ روغنی مادے کنویں ہی میں رہ جائیں۔[78]

حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ جس کنویں کا پانی نکالا جائے گا، خواہ وہ تنگ ہو یا کشادہ، اس کے اندرونی اطراف اور دیواروں کا دھونا ضروری نہیں ہے اور نہ اس کی تہہ کی زمین کو دھونا ضروری ہے۔[79] ایک قول یہ بھی ہے کہ سب کو دھونا ضروری ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ مذکورہ دونوں اقوال کشادہ کنویں کے بارے میں ہیں، کنواں اگر تنگ ہو تو اس

کے متعلق ایک ہی روایت ہے اور وہ یہ کنویں کا سب کچھ دھونا ضروری ہے۔[80] ہم نے یہ پہلے بیان کر دیا ہے کہ شافعیہ کے نزدیک محض پانی نکالنے سے ڈول، رسی وغیرہ پاک نہیں ہوں گے۔

گھروں اور فیکٹریوں میں پانی کو ذخیرہ کرنے اور گرم کرنے کے لیے جو ٹینکیاں، ٹینک اور بوائلر استعمال کیے جاتے ہیں، اگر ان میں نجاست گر جائے تو انھیں کس طرح پاک کیا جا سکتا ہے، کیا ان کو کنویں پر قیاس کیا جائے گا، یا انکی تطہیر کا طریقہ مختلف ہے؟ اگر نجاست ٹینک میں گر جائے اور ٹینک 225 اسکوائر فٹ سے کم ہو، یا ہو تو اس سے زیادہ لیکن ماءِ نجس کے سبب سے ٹینک کا پانی بدبودار ہو گیا یا پانی کا ذائقہ یا رنگ بدل گیا تو یہ پانی نجس ہے، اور ایسی صورت میں ٹینک کی پاکی کا یہ طریقۂ کار ہے کہ سارا پانی نکال کر ٹینک کو دھو لیا جائے یہاں تک کہ اس کی بدبو ختم ہو جائے، یا اگر سارے پانی کا نکالنا ناممکن ہو تو ٹینک میں مزید اتنا پانی ڈالا جائے کہ پانی باہر نکل کر بہنا شروع کر دے، یعنی جس وقت لائن کا پانی آرہا ہو، اس وقت ٹینکی میں پانی چھوڑ دیا جائے اور دوسری طرف سے پانی جاری کر دیا جائے، یہاں تک کہ پانی صاف ہو جائے اور رنگ و بدبو ختم ہو جائے، اس طرح ٹینک اور اس ٹینک کا پانی طاہر ہو جائے گا، لیکن جب تک ٹینکی کو پاک نہ کر لیا جائے تب تک اس پانی سے وضو کرنا جائز نہیں۔ وہ ٹینک کہ جو 225 اسکوائر فٹ سے بڑے ہوں تو وہ ماءِ جاری ہونے کی وجہ سے صرف نجاست گرنے سے نجس نہیں ہوں گے، بلکہ نجاست پانی میں بہتی ہوئی نظر آنے لگے تو مناسب یہ ہے کہ ٹینکی کو خالی کر لیا جائے اور اگر یہ ناممکن ہو تو ایک طرف پاک پانی داخل کیا جائے اور دوسری طرف سے نکالا جائے، یہاں تک کہ اثرِ نجاست (رنگ، بو اور مزہ) پانی میں معلوم نہ ہو۔ کیونکہ اتنے بڑے ٹینک کو خالی کرنے میں حرج ہے۔[81]

9) حفر یعنی کھودنا:

یہ طریقہ زمین کو پاک کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ نجس زمین کے اوپر والے حصے کو نیچے اور نیچے والے کو اوپر کر دینے سے بھی زمین پاک ہو جاتی ہے، جیسا کہ نجس زمین میں ہل چلا دینا۔ حنفیہ کا موقف یہ ہے کہ اگر زمین نرم ہے تو اس پر پانی ڈالا جائے، جب پانی زمین میں جذب ہو جائے تو یہ جذب ہونا نچوڑنے کے قائمقام ہو جائے گا، اور زمین پاک ہو جائے گی۔ اگر زمین سخت ہو تو اگر وہ ہموار ہے تو اس زمین کے ناپاک حصے کو کھود کر نکال دیا جائے تو زمین پاک ہو جائے گی، اور دھونا اس حوالے سے فائدہ مند نہیں، اور اگر زمین ہموار نہیں ہے تو اس زمین کی ڈھلوان کے نیچے ایک سوراخ کیا جائے، اور زمین پر تین بار پانی ڈالا جائے تو جب وہ پانی اس سوراخ میں جا کر جذب ہو جائے تو زمین پاک ہو جائے گی۔[82]

مالکیہ کا موقف یہ ہے کہ ہر طرح کی زمین مطلقاً پانی بہانے سے پاک ہو جاتی ہے۔[83] جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اگر نجاست جسم والی ہو جیسا کہ پاخانہ اور اس کا جسم زمین کے اجزاء کے ساتھ مل چکا ہو تو اس نجاست ملی مٹی کو وہاں سے ہٹانا ضروری ہو گا، اور اگر نجاست کا جسم نہ ہو جیسا کہ پیشاب تو زمین پر پانی بہانا کافی ہے، یہاں تک کہ وہ نجاست زمین سے دور ہو جائے۔[84]

جن فقہاء کے نزدیک زمین کو کھودنا واجب ہے انکی دلیل یہ حدیث ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ: صَلَّى أَعْرَابِيٌّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فِيهِ: وَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خُذُوا مَا بَالَ عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ فَأَلْقُوهُ، وَأَهْرِيقُوا عَلَى مَكَانِهِ مَاءً» ."[85]

"حضرت عبد اللہ بن معقل بن مقرن (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے، ایک دیہاتی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پھر پورا واقعہ بیان کیا اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جس جگہ اس نے پیشاب کیا ہے وہاں کی مٹی اٹھا کر پھینک دو اور اس جگہ پانی بہادو۔"

اس روایت سے زمین کھودنے کے وجوب پر استدلال درست نہیں، کیونکہ اگر صرف زمین کو کھودنے سے وہ پاک ہو جاتی تو پانی بہانے کا حکم دینا تکلیف مالا یطاق ہے۔[86]

جن فقہاء کے نزدیک زمین کھودنا واجب نہیں، بلکہ صرف پانی بہانا کافی ہے، ان کی دلیل ملاحظہ ہو:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى أَعْرَابِيًّا يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: «دَعُوهُ حَتَّى إِذَا فَرَغَ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ»"[87]

"انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک اعرابی کو مسجد میں پیشاب کرتے ہوئے دیکھا، آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو، جب وہ فارغ ہو چکا تو آپ (ﷺ) نے پانی منگوایا اور اس پر بہادیا۔"

اس حدیث میں صرف پانی بہانے کا ذکر ہے، مٹی کھودنے کا ذکر نہیں۔

مقالہ نگاران کے نزدیک صرف پانی بہانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے، زمین کو کھودنا واجب نہیں۔ نیز زمین کو کھود کر اگر نجس حصے کو نکال دیا جائے یا نیچے کر دیا جائے تو بھی زمین پاک ہو جائے گی۔

پکے فرش پر یا ٹائلوں پر بچہ پیشاب کر دے تو اس کی پاکی کے مختلف طریقے ہیں۔ پکے فرش پر پوچا پھیر دیا جائے اور اس پر موجود نجاست سوکھ جائے اور اس کا اثر بالکل ختم ہو جائے تو فرش پاک ہو جائے گا، فرش کو تین دفعہ دھویا جائے یا ایک دفعہ اتنا پانی بہایا جائے کہ نجاست کا اثر مٹ جائے تو زمین پاک ہو جائے گی۔ اس میں اپنی آسانی کو ملحوظ رکھ کر کوشش کی جائے کہ جہاں تک ہو سکے احتیاط پر عمل ہو، یہی اولی ہے۔[88]

10) دخول (ناپاک پانی کے حوض میں پاک پانی داخل کرنا):

ناپاک حوض میں ایک جانب سے پانی داخل کرنا اور دوسری طرف سے پانی نکالنا۔ اگر حوض کا پانی قلیل ہو تو وہ بھی اس طرح سے پاک ہو جائے گا، کیونکہ اس طرح حوض کا پانی کثیر پانی یا جاری پانی کے حکم میں ہو جاتا ہے، اور پانی سے نجاست کی وجہ سے پیدا ہونے والا تغیر زائل ہو جاتا ہے۔ جاری پانی کے پاک ہونے کی کئی وجوہات ہیں: ایک یہ کہ احادیث میں جاری پانی میں نجاست کی موجودگی کے باوجود اس پانی کو پاک کہا گیا ہے۔ دوسری یہ کہ جاری پانی میں

ایک جگہ نجاست رکتی نہیں۔ بلکہ پانی کے ساتھ بہتی چلی جاتی ہے، لہٰذا جب ایک جگہ نجاست گرے گی تو وہ وہاں سے بہہ کر فوراً دوسری جگہ چلی جائے گی۔ تیسری وجہ یہ کہ جاری پانی میں کسی بھی جگہ نجاست کو قرار نہیں ہوتا، اس لیے ہر جگہ نجاست کی موجودگی کے شک کی وجہ سے پانی پر نجس ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔[89]

ماء کثیر یا ماء جاری میں اگر نجاست گر جائے تو وہ اس وقت تک نجس نہیں ہوتے جب تک کہ نجاست کے گرنے کی وجہ سے وہ متغیر نہ ہوں۔ ان کے نجس نہ ہونے کی دلیل یہ ہے:

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنِ الْمَاءِ يَكُونُ فِي الفَلَاةِ مِنَ الأَرْضِ، وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ السِّبَاعِ وَالدَّوَابِّ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الخَبَثَ."[90]

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ سے میدانوں اور جنگلوں کے پانی کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جس پر درندے اور چوپائے بار بار آتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا جب پانی دو قلوں کی مقدار میں ہو تو ناپاک نہیں ہوتا۔"

پیچھے یہ بات گزر چکی کہ حنفیہ نے قلتین کو ماء جاری اور ائمہ ثلثہ نے ماء کثیر پر محمول کیا ہے۔

11) تغور یعنی کنویں کے پانی کا خشک ہو جانا:

حنفیہ کے نزدیک کنویں کا پانی اتنا خشک ہو جائے کہ جتنا نجاست گرنے کی وجہ سے نکالنا واجب تھا تو یہ پانی نکالنے کے قائم مقام ہو جائے گا، اور اس سے بھی وہ کنواں پاک ہو جائے گا۔ یعنی حنفیہ کے نزدیک تغور نزح کے قائم مقام ہے، لیکن مالکیہ کے نزدیک نزح کے قائم مقام نہیں۔ اور شافعیہ و حنابلہ کے نزدیک کنویں کا پانی پاک کرنے کا طریقہ تکثیر ہے نہ کہ نزح، جیسا کہ ما قبل میں نزح کے بیان میں گزرا۔ لہٰذا تغور کا طریقہ صرف حنفیہ کے نزدیک قابلِ عمل ہے۔ نزح کے ثبوت کے جو دلائل حنفیہ کے نزدیک ما قبل میں گزرے وہی تغور کے ثبوت کے دلائل بھی ہیں۔ یہ مسئلہ اجتہادی ہے۔[91]

12) تصرف:

احناف کے نزدیک تصرف بھی مطہر ہے۔ تصرف کا مطہر ہونا مجتہد فیہ مسئلہ ہے۔ تصرف کا مطلب یہ ہے کہ متنجس کے اجزاء کے درمیان تفریق کر دینا۔ مثلاً اگر اناج کے ڈھیر میں سے کچھ ناپاک ہو جائے تو اگر اس کے اندر اکل، بیع، ہبہ اور صدقہ وغیرہ سے تصرف کر لیا جائے، جس سے یہ شک پیدا ہو جائے کہ معلوم نہیں کہ وہ ناپاکی اس تصرف کی وجہ سے جدا ہو گئی یا بقیہ میں موجود ہے تو اس طرح شک پیدا ہو جانے کی وجہ سے وہ بقیہ اناج پاک تصور ہو گا۔ مثال کے طور پر گدھے نے گندم کے دانوں پر پیشاب کر دیا، اور یہ گندم کے دانے بیع و ھبہ کے ذریعہ جدا کر دیے گئے تو شک پیدا ہونے کی وجہ سے ساری گندم کو پاک تصور کیا جائے۔ تصرف حقیقتاً مطہر نہیں۔ اس کو سہولت کی خاطر مطہر مانا گیا ہے۔[92] سہولت کی دلیل یہ قاعدہ ہے:

"الْمَشَقَّةُ تَجْلُبُ التَّيْسِيرَ "[93] "مشقت آسانی کولاتی ہے۔"

اور اس کے ثبوت کے دلائل یہ ہیں:"وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ"[94] (اور تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی)۔"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ"[95] (حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک دین آسان ہے)۔

13) تقویر:

تقویر کا مطلب یہ ہے کہ کسی جمی ہوئی شے میں جہاں جہاں نجاست ہے وہاں وہاں سے نجاست دور کر دی جائے، جیسے اگر جماہوا گھی ناپاک ہو جائے تو اس میں یہی طریقہ استعمال کیا جائے گا۔ اس مسئلہ میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے، اور اختلاف مجتہد فیہ ہونے کی دلیل ہے۔ تقویر کا طریقہ حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک ہے۔ شافعیہ و حنابلہ کے نزدیک نہیں۔[96] حنفیہ و مالکیہ کی دلیل یہ حدیث ہے:

"عَنْ مَيْمُونَةَ: أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ: «أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوهُ»"[97]

"حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا، نبی ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو اور اس کے ارد گرد والے گھی کو پھینک دو اور اس گھی کو کھانے میں استعمال کر لو!"

انڈسٹری میں جمے ہوئے تیل یا گھی کو اس طرح سے پاک کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر گھی یا تیل جماہوا نہ ہو تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ ما قبل غسل اور احراق کے بیان میں گزر چکا۔

خلاصۂ بحث / نتائج بحث:

فقہاء کے کلام کی روشنی میں ناپاک اشیاء سے نجاست دور کرنے کے مختلف طریقے ہیں: نجاست کو دھونا، نجاست کو پتھر یا کپڑے سے پونچھ لینا جیسا کہ استنجاء، نجاست کو ملنا، رگڑنا اور کھرچ کر صاف کر دینا جیسا کہ جوتے اور موزے سے صاف کر دینا، نجاست کا خشک ہو جانا جیسا کہ نجس زمین کا سورج کی گرمی سے خشک ہو جانا، نجاست کو جلا دینا جیسا کہ خون میں لتھڑے ہوئے گائے کے سر کو جلا دینا، نجاست کی حقیقت و ماہیت بدل جانا جیسا کہ شراب کا سرکہ بن جانا، نجس کھال کو تذکیہ یا دباغت دینا، نجس کنویں میں پانی کا اضافہ کرنا یا پانی کو نکال دینا، نجس زمین کے اوپر والے حصے کو نیچے اور نیچے والے کو اوپر کر دینا، ناپاک پانی کے حوض میں پاک پانی داخل کرنا، نجس شے کے اجزا کے درمیان تفریق کر دینا، اور جمی ہوئی چیز جیسا کہ گھی میں جہاں جہاں نجاست ہے اس کو دور کر دینا۔ فقہی ادب میں مقالہ نگار کو اس بارے میں کوئی بحث نہیں ملی کہ یہ طریقے توقیفی ہیں یا اجتہادی۔ لیکن نجاست کی تطہیر کا حکم امر تعبدی ہے۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقے توقیفی ہوں۔ چنانچہ نجاست کی تطہیر صرف انہیں طریقوں میں منحصر ہو گی، ان کے علاوہ کسی طریقے سے ممکن نہیں ہو گی۔

حواشی وحوالہ جات

1 ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1408ھ، مادہ: نجس، 6/226؛ خلیل بن أحمد الفراهيدي، کتاب العین، بیروت، دار ومکتبۃ الھلال، س۔ن، مادہ: نجس، 6/55۔56

2 التوبۃ:28

3 ابن نجیم مصری، زین الدین بن ابراھیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، قاھرۃ، دار الکتاب الاسلامی، س۔ن، 1/232؛ الدسوقی، محمد بن احمد بن عرفہ، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، بیروت، دار الفکر، س۔ن، 1/32؛ الحطاب الرُّعيني، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن محمد بن عبد الرحمن الطرابلسي، مواھب الجلیل في شرح مختصر خليل، بیروت، دار الفکر، 1412ھ، 1/43؛ الشربيني، شمس الدين محمد بن أحمد الخطيب الشافعي، مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1415ھ، 1/225؛ زکریا الانصاری، زین الدین ابو یحی السنیکی، اسنی المطالب، قاھرۃ، دار الکتاب الاسلامی، س۔ن، 1/5؛ ابن مفلح، برھان الدین أبو إسحاق إبراھیم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد، المبدع في شرح المقنع، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1418ھ، 1/26

4 البحر الرائق شرح کنز الدقائق، 1/232

5 البحر الرائق شرح کنز الدقائق، 1/107، 240

6 الانفال:11

7 صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، بَابُ نَجَاسَةِ الدَّمِ وَكَيْفِيَّةِ غُسْلِهِ، رقم:291

8 ابن عابدین، محمد أمین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، بیروت، دار الفکر، 1412ھ، 1/334؛ ابن جزی الکلبی، ابو القاسم محمد بن احمد، القوانین الفقھیۃ، بیروت، المکتبۃ العصریۃ، س۔ن، 1/28

9 رد المحتار، 1/310

10 الحطاب الرُّعيني، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن محمد بن عبد الرحمن الطرابلسي، مواھب الجلیل في شرح مختصر خليل، بیروت، دار الفکر، 1412ھ، 1/156؛ حاشیۃ الدسوقی، 1/77

11 مغنی المحتاج، 1/17۔18؛ البھوتی، منصور بن یونس بن صلاح الدین ابن حسن بن إدریس الحنبلی، کشاف القناع، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، س۔ن،، 1/181

12 رد المحتار، 1/332، 336؛ مواھب الجلیل، 1/286؛ الام، 1/22؛ المرداوی، علاء الدین ابو الحسن علی بن سلیمان، الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف، بیروت، دار احیاء التراث العربی، س۔ن، 1/109

13 ابن رشد، أبو الولید محمد بن أحمد القرطبي، البیان والتحصیل والشرح والتوجیہ والتعلیل لمسائل المستخرجۃ، بیروت ـ لبنان، دار الغرب الإسلامي، 1408ھ، 17/485

14 صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب الاستطابۃ، رقم:262

15 ابن رشد، أبو الولید محمد بن أحمد القرطبي، البیان والتحصیل والشرح والتوجیہ والتعلیل لمسائل المستخرجۃ، بیروت ـ لبنان، دار الغرب الإسلامي، 1408 ھ، 17/484

16 البحر الرائق، 1/234

17 سنن ابی داوٗد، کتاب الطھارۃ، بَابٌ فِي الْأَذَى يُصِيبُ الذَّيْلَ، رقم:384

18 مواھب الجلیل، 1/152-153؛ الدسوقی، محمد بن احمد بن عرفہ، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، بیروت، دار الفکر، س۔ن، 1/74؛ القوانین الفقھیۃ، ص28

19 الانصاف، 1/323

20 الانصاف، 1/323

21 البحر الرائق، 1/237

22 صحیح البخاری، کتاب الوضوء، بَابُ المَاءِ الَّذِي يُغْسَلُ بِهِ شَعَرُ الإِنْسَانِ، رقم:174

23 البحر الرائق، 1/237

24 مواهب الجليل، 1/159؛ مغني المحتاج، 1/17-18؛ كشاف القناع، 1/181؛

25 ابن تیمیہ، تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم، مجموع الفتاوى، المدينة النبوية، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، 1416ھ، 510-480/21

26 النساء:43؛ المائدة:6

27 البحر الرائق، 2/65

28 ابن الهمام، كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي، فتح القدير، بيروت، دار الفكر، 1/139؛ لجنة علماء برئاسة نظام الدين البلخي، الفتاوى الهنديہ، بيروت، دار الفكر، 1/44؛ حاشية الدسوقي، 1/57-58؛ ابن قدامہ، عبد الله بن احمد، المغني والشرح الكبير، مصر، مطبعة المنار، 1348ھ، 1/60

29 فتح القدير، 1/139؛ حاشية الدسوقي، 1/57-58؛ المغني، 1/60؛ كاساني، علاء الدين أبو بكر بن مسعود بن أحمد، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، بيروت، دار الكتب العلمية، 1406ھ، 1/85؛ الرملي، شمس الدين محمد بن أبي العباس أحمد بن حمزة شهاب الدين، نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج، بيروت، دار الفكر، 1984ھ، 1/230؛ النووي، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف، روضة الطالبين وعمدة المفتين، بيروت، المكتب الاسلامی، 1412ھ، 1/29-30؛ رد المحتار، 1/332

30 حاشية الدسوقي، 1/57-58

31 لسان العرب، مادہ: قلب، 1/685

32 قلعجی، محمد رواس قنيبي، حامد صادق، معجم لغة الفقهاء، دمشق، دار النفائس، 1408ھ، 1/59

33 https://chem.libretexts.org,Retrieved August 08, 2021

34 معجم لغة الفقهاء، 1/94

35 وزارة الاوقاف والشئون الاسلامية- كويت، الموسوعة الفقهية الكويتية، مصر، مطابع دار الصفوة، 1404ھ، 3/213

36 فتح القدير، 1/201

37 الموسوعة الفقهية الكويتية، 3/213

38 عارف علی شاہ، سید، حلال و حرام کے شرعی معیارات، کراچی، دار الفلاح، 2012ء، ص282

39 الموسوعة الفقهية الكويتية، 4/129؛ رد المحتار، 1/327؛ فتح القدير، 1/200-201؛ قاسمی، مجاہد الاسلام، مولانا، جدید فقہی تحقیقات، دیوبند، کتب خانہ نعیمیہ، 2008ء، 18/56

40 وهبہ زحیلی، الدکتور، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق، دار الفکر، 1985، 1985ء، 1/10099

41 بدائع الصنائع، 1/85

42 بدائع الصنائع، 1/85

43 فتح القدير، 1/200، البحر الرائق، 1/395

44 تھانوی، اشرف علی، مولانا، امداد الفتاوی، کراچی، مکتبہ دار العلوم، 2010ء، 1/367؛ النووي، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف، روضة الطالبين وعمدة المفتين، بيروت، المكتب الاسلامی، 1412ھ، 1/29؛ اشتیاق احمد قاسمی، مفتی، انقلابِ ماہیت – اسلامی نقطۂ نظر، ماہنامہ دار العلوم دیوبند، یوپی، شمارہ:9، جلد99، ستمبر2015ء

45 رد المحتار، 1/315

46 رد المحتار، 1/315؛ روضة الطالبين، 1/27

47 بدائع الصنائع، 1/86
48 جدید فقہی تحقیقات، 18/400-401؛ الطحطاوي، أحمد بن محمد بن إسماعيل الحنفي، حاشیۃ الطحطاوی، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، 1/165؛ www.goscience.com, Retrieved,Sep 09,2021
49 رد المحتار، 1/46؛ باقوی، قدرت اللہ، سید، مولانا، ڈاکٹر، انقلاب ماہیت اور اس کی شرعی حد، جدید فقہی تحقیقات، 18/422؛ خیل، خلیل، حسین، محمد، مفتی، انقلابِ ماہیت اور عمومِ بلوی، کراچی، دارالافتاء جامعۃ الرشید، 2016ء، ص8
50 جدید فقہی تحقیقات، 18/283، 18/145
51 بدائع الصنائع، 1/62؛ مواھب الجلیل، 1/97؛ الفتاوی الکبری، 1/441؛ النووي، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف، المجموع شرح المهذب، بیروت، دارالفکر، س۔ن، 2/592؛ المحلی، 6/101؛ المغنی، 1/6
52 ردالمحتار، 1/209
53 المحلی، 1/144
54 انقلابِ ماہیت اور عمومِ بلوی، ص7
55 انقلابِ ماہیت اور عمومِ بلوی، ص9
56 ردالمحتار، 1/327
57 انقلابِ ماہیت اور عمومِ بلوی، ص10
58 سرفراز محمد، مولانا، حلال غذا، جدید طب اور سائنس، لاہور، ادارہ اسلامیات، 2015ء، ص33
59 ردالمحتار، 1/315
60 ردالمحتار، 1/136؛ بدائع الصنائع، 1/85؛ المجموع، 1/214-221
61 صحیح مسلم، کتاب الحیض، بَابُ طَهَارَةِ جُلُودِ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغِ، رقم:366
62 الخرشي، أبو عبد الله، محمد بن عبد الله المالكي، شرح مختصر خليل، بيروت، دار الفكر للطباعة، س۔ن، شرح مختصر خلیل، 1/89؛ المغنی، 1/66
63 المائدہ:3
64 سنن ترمذی، ابواب اللباس، بَابُ مَا جَاءَ فِي جُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ، رقم:1729
65 حاشیۃ الدسوقی، 1/46، 59
66 المجموع، 1/148-149
67 اسنی المطالب، 1/15
68 مواھب الجلیل، 1/79
69 مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الطھارات، فِي الْفَأْرَةِ وَالدَّجَاجَةِ وَأَشْبَاهِهِمَا تَقَعُ فِي الْبِئْرِ، رقم:1722
70 ایضا، رقم:1711
71 ایضا، رقم:1717
72 ایضا، رقم:1720
73 بدائع الصنائع، 1/75-76
74 سنن ترمذی، ابواب الطھارۃ، باب منہ آخر، رقم:67
75 بدائع الصنائع، 1/77
76 الزيلعي، عثمان بن علي بن محجن البارعي، فخر الدين الحنفي، تبيين الحقائق، قاهرة، المطبعة الكبرى الأميرية، 1/30
77 بدائع الصنائع، 1/86
78 مواھب الجلیل، 1/79

79 کشاف القناع، 1/33

80 الانصاف، 1/65

81 الفتاوی الھندیہ، 1/232؛ابن مازة، أبو المعالي برهان الدين محمود بن أحمد بن عبد العزيز بن عمر البخاري الحنفي، المحيط البرهاني في الفقه النعماني، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1424ھ، 1/83

82 بدائع الصنائع، 1/89

83 مواھب الجلیل، 1/159

84 روضۃ الطالبین، 1/29؛الانصاف، 1/315

85 سنن ابی داؤد، کتاب الطھارۃ، بَابُ الْأَرْضِ يُصِيبُهَا الْبَوْلُ، رقم:381

86 المقدسي، عبد الرحمن بن إبراهيم بن أحمد، أبو محمد بهاء الدين، العدة شرح العمدة، قاھرۃ، دارالحدیث، 1/336

87 صحیح البخاری، کتاب الوضوء، بَابُ تَرْكِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ الأَعْرَابِيَّ حَتَّى فَرَغَ مِنْ بَوْلِهِ فِي المَسْجِدِ، رقم:219

88 الفتاوی الھندیہ، 2/130؛البحر الرائق، 1/235؛حاشیۃ الطحطاوی، 1/231

89 رد المحتار، 1/195بدائع الصنائع، 1/87؛المحیط البرھانی، 1/98؛الھدایۃ شرح البدایۃ، 1/36؛حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، 1/174؛مواھب الجلیل، 1/118؛المجموع شرح المھذب، 1/132-135؛القرطبی، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري، الکافی فی فقہ اھل المدینۃ، الریاض، مکتبۃ الریاض الحدیثۃ، 1400ھ، 1/28؛المغنی، 1/56

90 سنن ترمذی، ابواب الطھارۃ، باب منہ آخر، رقم:67

91 السمرقندي، محمد بن أحمد بن أبي أحمد، أبو بكر علاء الدين، تحفة الفقهاء، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1/101؛مواھب الجلیل، 1/79؛حاشیۃ الدسوقی، 1/46،59؛ المجموع، 1/148-149؛اسنی المطالب، 1/15

92 ردالمحتار، 1/315

93 العثيمين، محمد بن صالح بن محمد، الشرح الممتع على زاد المستقنع، دمام، دار ابن الجوزي، 1428ھ، 4/310

94 الحج:75

95 صحیح بخاری، کتاب الایمان، بَابٌ: الدِّينُ يُسْرٌ، رقم:39

96 ردالمحتار، 1/334؛القوانین الفقھیۃ، 1/28

97 صحیح بخاری، کتاب الذبائح والصید، بَابُ إِذَا وَقَعَتِ الفَأْرَةُ فِي السَّمْنِ الجَامِدِ أَوِ الذَّائِبِ، رقم:5538